کتاب نما

مولانا عبدالسلام نیازی، مرتبہ: راشد اشرف۔ ناشر: اُردو اکیڈمی، ۳۳-سی، ماڈل ٹاؤن اے، بہاول پور۔ فون: ۹۶۸۴۱۵۰-۰۳۰۰۔ صفحات: ۲۳۶۔ قیمت: ۴۰۰ روپے۔

مولانا عبدالسلام نیازی (۱۸۶۴ء-۳۰ جون ۱۹۶۶ء) ایک ایسے عالم، فلسفی اور سلوک وطریقت کے رمز شناس تھے کہ درِتذکار بند کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ کتاب علم وعرفان کے گوہر شناسوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔

جماعت اسلامی سے وابستگان کے لیے نیازی صاحب کی اہمیت اس حوالے سے ہے کہ سیدابوالاعلیٰ مودودی نے ۱۷برس کی عمر میں ان کی شاگردی سے بھی فیض پایا۔ تاہم، اس حوالے سے ہٹ کر بھی مولانا عبدالسلام نیازی کی شخصیت کی قوسِ قزح اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے اور انھیں جاننے کی پیاس بڑھاتی چلی جاتی ہے، حالانکہ: ''مولوی [عبدالسلام] صاحب ایک حیرت انگیز مجموعہ اضداد تھے'' (ص ۱۰۶)۔ اس انداز کو اپنانے کا ایک سبب یہ ہوسکتا ہے کہ ''مولوی صاحب اس نظریے پر عمل پیرا ہوں، اور ایسی حرکات جان بوجھ کر کر گزرتے ہوں تاکہ دیکھنے والے ان کو قابلِ نفرت سمجھنے لگیں۔ لیکن مذلت ورُسوائی کی ان کوششوں کے باوجود ان کی تعظیم وتکریم میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا اور لوگ اُن کی اِن باتوں کو بھی قلندرانہ اداؤں سے تعبیر کرتے رہے''۔ (ص ۴۷)

اس کتاب کے تعارف کے لیے داخلی شہادتوں سے گفتگو کو یوں پھیلایا جاسکتا ہے: ''مولانا نیازی کا وطن میرٹھ تھا، جوانی میں دلی آگئے تھے'' (ص ۲۳)۔ ''سرآرنلڈ کو عربی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ جرمن مستشرق ڈاکٹر ہریمن کو عربی پڑھائی اور ان سے جرمن اور فرانسیسی زبانیں سیکھیں۔ عربی، فارسی، سنسکرت، فرانسیسی، جرمن، لاطینی سمیت ۲۰ زبانوں پر عبور رکھتے تھے'' (ص ۳۱، ۳۲)۔ اسی طرح ''ابوطاہر کے بقول: مولانا نیازی سریانی، عبرانی، مکرانی، جمیری وغیرہ

زبانوں [پر بھی] عبور رکھتے تھے، اور آثارِ قدیمہ اور کتبات کی وضاحت کر سکتے تھے'' (ص ۱۸۸)، جب کہ ''سنسکرت زبان وادب کے اکتساب کے لیے انھوں نے برسہا برس ایک سادھو کے بھیس میں ہردوار، متھرا، پریاگ اور کاشی میں علماے ہنود کی صحبت میں گزارے''۔ (ص ۳۲، ۸۹)

''مولانا عبدالسلام نیازی کا پسندیدہ موضوع وحدت الوجود تھا'' (ص ۳۷)۔ ''وہ بڑے خدارسیدہ اور قلندر منش تھے۔ قوالی سننے کا شوق تھا'' (ص ۳۸، ۳۹)۔ ''ان کی صحبت میں بہ یک وقت علم دوست حضرات اور جہلا دونوں موجود ہوا کرتے تھے'' (ص ۹۸)۔ ''علامہ اقبال کے اشعار کو بڑی دل چسپی اور بہت ذوق وشوق کے ساتھ سنا کرتے تھے، اور انھیں علومِ مشرقی و مغربی کی پوٹ کہا کرتے تھے۔ خود علامہ اقبال بھی مولوی صاحب سے بہت عقیدت مندانہ انداز میں ملا کرتے تھے'' (ص ۱۰۳)۔ مولانا نیازی کہا کرتے تھے: ''آدمی اور انسانیت الگ الگ لفظ ہیں۔ غالب نے جب کہا تھا کہ ''آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا'' تو اسی جانب اشارہ کیا تھا''۔ (ص ۱۲۳)

مولانا عبدالسلام نیازی: ''مشرقی علوم کے حرفِ آخر تھے۔ قرآن، حدیث، منطق، حکمت، تصوف، عروض، معنی و بیان، علم الکلام، تاریخ، تفسیر، لغت، لسانی قواعد، ادب اور شاعری کے امام تھے'' (ص ۱۳۸) اور: ''ان علما کی آخری یادگار تھے، جن پر اسلامی تمدن کبھی ناز کیا کرتا تھا''۔ (ص ۱۱۴)

چونکہ یہ مجموعہ مختلف تحریروں کا گلدستہ ہے، اس لیے کہیں کہیں تکرار ہے اور کچھ روایت کے متحارب اور الحاقی بیانات بھی دَر آئے ہیں۔ مرتب نے فاضل لوازمے کو بلاتبصرہ پیش کر دیا ہے کہ قاری اپنے ذوق کے مطابق اخذ و اکتساب کرے۔ یوں تو تمام تحریریں دل چسپ ہیں، البتہ رزمی جے پوری، مسعود حسن شہاب، مقصود زاہدی، خلیق انجم، انور سدید، مسعود حسن شہاب اور عاصم نعمانی کی تحریریں خصوصی توجہ کی طالب ہیں۔ اُردو اکیڈمی بہاول پور اور راشد اشرف اس خدمت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

Urdu Works of Abu al-A'la Maududi، [ابوالاعلیٰ مودودی کی اُردو تصانیف]، نوریکو ساساوکی۔ ناشر: مرکز براے اسلامک ایریا اسٹڈیز، اوساکا یونی ورسٹی، جاپان۔ صفحات: ۱۱۴۔ قیمت: درج نہیں۔

کیوٹو (Kyoto) یونی ورسٹی، جاپان کی فعال اور بڑی یونی ورسٹیوں میں سے ایک ہے۔